آزاد کر دو سب پرندے

چھوڑ دو
در کھول دو
آزاد کر دو سب پرندے
ان پرندوں میں تمہارا جسم ہے
ان میں تمہارا دل دھڑکتا ہے
تمہاری رُوح بے کل ہے کہیں ان میں
انہیں آزاد کر دو

رات ہوتے ہی
پروں کی پھڑ پھڑاہٹ میں
وہ ساری داستانیں جاگ اُٹھتی ہیں
جنہیں تم نے کبھی سوچا ہے
جنہیں تم نے سُنا ہے
تم نے لکھا ہے
انہیں آزاد کر دو

گھپ اندھیرے سے نمی رِسنے لگی ہے
قیدیوں کی بند آنکھیں
نیند میں بھی جاگتی ہیں
کس قدر کہرام ہے ان میں
اب ان کے زرد چہروں میں سنہرا رنگ بھر دو
سرد جسموں کو نیا ملبوس پہنا دو
انہیں آزاد کر دو
خون کی یہ آخری گردش ہے
اس کے بعد دہشت کا سفر ہو گا
کہ برفیلی ہوائیں زندگی کے روزنوں کو بند کر دیں گی
انہیں آزاد کر دو